مطالع تہذیب دیوبندیہ

DANGER
ایمان
سلب ہو جائے گا

DANGER
شان
رسالت میں گستاخی

DANGER

خبط الایمان

تفویت الایمان

تحذیر الناس

براہین قاطعہ

ازقلم

محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب
قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر: رضا اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ

بحمدہ تبارک و تعالیٰ

یہ مبارک رسالہ کفار وہابیہ ومرتدین دیوبندیہ کو انہیں کی کتابوں کے آئینوں میں ان کی تہذیب وشائستگی وحیاداری وغیرت مندی کی اصلی تصویر دکھانے والا ان کو ان کے کفر وارتداد سے سچی توبہ کرکے اسلام وسنیت قبول کرنے اور ازسرنو صدق دل سے کلمۂ طیبہ پڑھ کر سنی مسلمان ہوجانے کی طرف بلانے والا حکیم الامۃ الدیوبندیہ مجدد الملۃ الوہابیہ مولوی اشرفعلی تھانوی کو اس بڑھوتی عمر میں ایک اور آخری مرتبہ ان کو پیغام حق سنانے والا

مسمےٰ بنام تاریخی

مطالع تہذیب دیوبندیہ

۱۳ ھ ۵۸

از قلم فیض رقم

محبوب ملت حضرت علامہ مفتی حافظ قاری الحاج ابوالظفر محب الرضا **محمد محبوب علی خاں** صاحب

سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حسب فرمائش ناشر مسلک اعلیٰحضرت جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب مدظلہ العالی

ناشر

رضا اکیڈمی ۲۶ ر کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ۳۷۶

نام.......................مطالع تہذیب دیو بندیہ

مصنف.......................محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی

رضوی مجددی لکھنوی قدس سرہٗ

اشاعت باردوم.............۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء

بموقع.......................۴۱ رواں عرس محبوب ملت علیہ الرحمہ منعقدہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ر جولائی ۲۰۰۵ء

طباعت.......................رضا آفسیٹ بمبئی ۳

ناشر.......................رضا اکیڈمی ۲۶ر کامبیکر اسٹریٹ، بمبئی ۳

فون: ۲۳۴۵۴۲۹۶/۵۶۳۴۲۱۵۶

باجازت

مولانا الحاج محمد منصور علی خاں قادری خطیب وامام سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

مولانا الحاج محمد مقصود علی خاں نوری خطیب وامام سنی محمدی جامع مسجد، خیرانی روڈ بمبئی ۷۲

محمد عارف رضا خاں (بی اے) فرزندان محبوب ملت

اشاعت باراول کے سرورق کا عکس

(نوٹ) یہ مضمون تھانوی جی کو ربیع الآخر ۱۳۵۸ھ میں بھیجا گیا ہے اور اب رسالہ بھی بھیجا گیا مگر جواب ندارد۔

بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ

یہ مبارک رسالہ کفار وہابیہ و مرتدین دیوبندیہ کو انہیں کی کتابوں کے آئینوں میں انکی تہذیب و شائستگی و حیاداری و خیر مندی کی اصلی تصویر دکھانیوالا اور انکو انکے کفر و ارتداد سے سچی توبہ کرکے اسلام و سُنیت قبول کرنے اور ازسرِنو صدق دل سے کلمۂ طیبہ پڑھکر سُنی مسلمان ہوجانے کی طرف بلانیوالا حکیم الامۃ الدیوبندیہ مجدد الملۃ الوہابیہ مولوی اشرفعلی تھانوی کو اس اٹھوتی عمر میں ایک اور آخری مرتبہ انکو پیغام حق سنانے والا

مسمّٰی بنام تاریخی

مطالعِ تہذیبِ دیوبندیہ

۱۳۵۸

از قلم فیض رقم

اسد السنۃ ضیغم الملۃ سیف من سیوف اللہ و صارم الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی علامہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب سنی حنفی قادری۔ برکاتی۔ رضوی مجددی لکھنوی مدظلہم الاقدس فاضل دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور۔ مفتی اعظم ریاست پٹیالہ

بفرمائش

مجاہد ملت مولوی حافظ ابوالرشید علی محمد صاحب امام جامع مسجد پٹیالہ و فدائے ملت مولوی حافظ ابوالاشرف شیر محمد صاحب مدرس دوم مدرسۃ القرآن جامع مسجد پٹیالہ و محب سُنیت عالی جناب محمد شاہ میر خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی پیلی بھیتی نائب صدر جماعت اہلسنت محلہ محتشم خاں پیلی بھیت۔ و برادر عزیز مولوی ابوالنصر عطاء الرضا محمد عثمان خاں صاحب قادری۔ برکاتی۔ رضوی مجددی لکھنوی سلمہم

در مطبع دین محمدی سرکلر روڈ لاہور طبع شد

دارالاشاعت دفتر مرکزیہ جماعت اہلسنت۔ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ

باراول — تعداد ایکہزار — قیمت ۱۰ /

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادیں ان کی باتیں ان کی

اللہ رب محمد صلّی علیه وسلما نحن عباد محمد صلّی علیه وسلما

اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی الرحمٰن عنہ کے دست حق پرست میں ہاتھ دے کر مرید ہونے والے ان کے مرید باوفا محبوبؔ ملت غازی اہلسنت علامہ الحاج مفتی حافظ قاری ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی مفتی اہلسنت بمبئی علیہ الرحمۃ والرضوان باپ کا اثر بیٹے پر استاد کا اثر شاگرد پر اور مرشد کا اثر مرید پر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے تو حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کی خلوت وجلوت، گفتار وکردار اور تقریر وتحریر میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی الرحمٰن عنہ کا عکس جمیل خوب گہرا اور نمایاں نظر آتا ہے۔ گلشن امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی الرحمٰن عنہ کے مہکتے پھولوں سے محبوب ملت کی حیات ایسی معطر اور عطر بیز ہے کہ لکھنؤ سے بریلی شریف وہاں سے لاہور سانگلہ ہل پھر پٹیالہ اور اس کے بعد بمبئی ہر جگہ وہ نقوش نمایاں سے نمایاں تر ہوتے گئے جس جگہ سے گزرے امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی الرحمٰن عنہ سے حاصل شدہ عشق رسالت کی خوشبو سے قلوب کی دنیا کو مہکاتے گئے۔ بڑھے تو بادلوں کی طرح اور پھیلے تو خوشبوؤں کی طرح۔

تردید فرقہ ہائے باطلہ میں سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی الرحمٰن عنہ کا جو خاص رنگ اور اسلوب وانداز ہے اس کا حسین عکس ان کے مرید حضرت محبوبؔ ملت کی تحریروں میں بھی نظر آتا ہے۔

اس وقت آپ کے ہاتھوں میں حضرت محبوب ملت کی تصانیف میں سے ایک تصنیف ''مطالع تہذیب دیوبندیہ'' ہے جو ۱۳۵۸ھ میں محبوب ملت نے تصنیف فرمائی جب کہ حضرت ریاست پٹیالہ میں مفتی کی حیثیت سے جلوہ فرما تھے۔ ربیع الآخر ۱۳۵۸ھ میں یہ کتاب مولوی اشرفعلی تھانوی کو روانہ کی گئی مگر ۱۳۵۸ھ سے ۱۴۲۶ھ اڑسٹھ (۶۸) سال کا طویل زمانہ گزر گیا اور مولوی تھانوی تو ایں جہانی سے آں جہانی ہو گئے مگر وہ یا پھر ان کے بعد ۶۸ / سال کے زمانے میں کوئی جیالا ایسا نہ آیا جو اس کتاب کا یا ہمارے علمائے اہلسنت کی کسی کتاب کا جواب دیتا۔ پوری دنیائے دیوبندیت میں خاموشی.....خاموشی.....خاموشی۔

لاہور، ملتان، رنگون، ادری، پادرہ، بھیونڈی اور نہ جانے کہاں کہاں مناظرے ہوئے ابھی حال میں ہی کٹیہار ضلع میں مناظرہ ہوا ہر مناظرہ میں دیوبندی سورما چاروں شانے چت ہوئے۔ کہیں ڈنڈا چھوڑ کر بھاگے کہیں چشمہ چھوڑ کر فرار کسی جگہ یا پولیس المدد کسی مقام پر یا کلکٹر الغیاث ہر جگہ عوام اہلسنت نے دیکھا کہ دیوبندی مناظر کس طرح مبہوت ہیں۔ حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ اکثر فرماتے تھے۔

''دیوبندیوں میں کامیاب مناظر وہ ہے جو کسی بھی
طرح مناظرہ ملتوی کرادے یا منسوخ کرادے''۔

علمائے اہلسنت اور سنی عوام تو چاہتے ہیں کہ مناظرہ ہو اور فیصلہ کن مناظرہ ہو مگر ؎

اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ پٹیالہ کے مفتی اور جامع مسجد کی خطابت سے سنی بڑی

مسجد مدنپورہ بمبئی تشریف لائے تو حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا ؎

ہوا بمبئی پر خدا کا کرم　　　　کہ محبوب ملت کے آئے قدم

اور جو رنگ و انداز وہاں تھا وہ یہاں بھی باقی رہا۔ بمبئی میں حضرت محبوب ملت کا جن حضرات سے خصوصی تعلق تھا ان میں حاجی محمد صدیق موزے والے، حاجی عبد الشکور (الحاج محمد سعید نوری کے داداجان)، حاجی الٰہی بخش، الحاج ابوبکر احمد ریشم والا مرحومین ومغفورین اور ان ہی جیسے پچاسوں حضرات قابل ذکر ہیں۔ الحاج عبد الشکور صاحب مرحوم کے فرزندان الحاج شفیع احمد رضوی، الحاج خلیل احمد رضوی یعنی ہمارے محترم الحاج محمد سعید نوری کے والد محترم اور تایا جان بھی محبوب ملت کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے ہیں۔ یہ حضرات بقید حیات ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو سلامتی عطا فرمائے۔ آمین

بحمدہٖ تعالیٰ آج بھی وہ خاندانی روابط وتعلقات برقرار وقائم ہیں۔ ابھی گزشتہ سال ۴؍ جون ۲۰۰۴ء جمعہ کو جب میری طبیعت خراب ہوئی تو برادر طریقت الحاج محمد سعید نوری سربراہ رضا اکیڈمی نے ایک بھائی سے زیادہ میری دیکھ بھال کی اور اس طرح تعاون کیا کہ آج بھی جب ان کا وہ سلوک یاد آتا ہے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں ؎

دل شاد و بامراد رہیں مہرباں مرے
آباد حشر تک رہیں سب قدرداں مرے

سعید ملت کے ہی تعاون سے گزشتہ کئی سالوں سے عرس محبوب ملت کے موقع پر حضرت محبوب ملت کی تصانیف میں سے کوئی بھی تصنیف شائع ہورہی ہے۔ (۱) فضائل شب برات (۲) ابن عبد الوہاب کی کہانی (۳) دیوبندی ترجموں کا آپریشن (۴)

وہابیہ کے آئینۂ خط و خال۔ اور ابھی گزشتہ سال ۱۴۲۵ھ میں ۴۰ر واں سالانہ عرس کے موقع پر تقلید کے موضوع پر حضرت کی اہم تصنیف ''قدر و منزلت تقلید'' (جو نایاب تھی اور صرف ایک بار مدراس سے شائع ہوئی تھی) کی اشاعت ہوئی جس کو اہل علم نے قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور ہاتھوں ہاتھ لیا۔

امسال حضرت محبوب ملت کا ۴۱ر واں سالانہ عرس ہے محترم الحاج محمد سعید نوری نے گفتگو فرمائی نقیب اہلسنت برادرم مولانا الحاج محمد مقصود علی خاں نوری سے اور احباب سے مشورہ ہوا۔ حالات کے تحت یہ طے ہوا کہ ''مطالع تہذیب دیوبندیہ'' کو شائع کیا جائے ؎

اچھے برے میں اب نہ رہا کوئی امتیاز
کم ظرف عیب کو بھی ہنر بولنے لگے

تو لیجئے ۶۸ر سال کے بعد یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۶۸ر سال پہلے یہ کتاب مطبع دین محمدی سرکلر روڈ لاہور میں طباعت کے بعد دار الاشاعت دفتر مرکزیہ جماعت اہلسنت مارہرہ شریف ضلع ایٹہ سے شائع ہوئی۔ پتہ نہیں لاہور میں ''مطبع دین محمدی'' اب ہے کہ نہیں مگر مولیٰ عزوجل کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ مارہرہ شریف کا یہ آستانۂ برکاتیہ سلامت ہے اور اس کی برکات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مارہرہ شریف اور بریلی شریف کا شاہانہ وقار سلامت رکھے ؎

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضؔا
بول بالے مری سرکاروں کے

مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبین کے صدقہ میں الحاج محمد سعید نوری اور ان کے تمام رفقائے

کار معاونین خصوصاً الحاج محمد عارف رضوی کو دارین کی برکتیں رحمتیں سعادتیں عطا فرمائے۔ گلشن محبوب بھی ہرا بھرا رہے اور باغ رضا کی باد بہاری سے اس کی شادابی و ہریالی برقرار رہے۔ اٰمین ثم اٰمین بجاہ سیدنا طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین و بارك وسلم ۔

آپ تمام کی دعاؤں کا طالب خادم سنیت

محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی

جانشین محبوب ملت وخطیب سنی بڑی مسجد، مدنپورہ، بمبئی ۸

۹ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶ر جولائی ۲۰۰۵ء بروز سنیچر

۸۶/۹۲ھ

ضروری وضاحت

وہابیہ دیابنہ سے ہم اہلسنت کا اختلاف بنیادی اور ایمانی اختلاف ہے۔ یہ نذر و نیاز و فاتحہ اور سلام و قیام کا اختلاف نہیں بلکہ فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ اسلامی ضروریات و دینیات کا منکر اور توہین رسالت کے سنگین جرم کا مرتکب ہے۔ اور اسلامی عدالت کے بدترین مجرم ہیں یہ لوگ۔ حضرت محبوب ملت نے اس کتاب میں ان کے گندے اور ناپاک عقائد پر بھی گفتگو کی ہے اور ان کی ہی کتابوں سے ان کے گندے اور ناپاک اعمال کو بھی پیش کیا ہے تا کہ ہمارے بھولے بھالے سادہ لوح سنی بھائی جانیں کہ وہابیہ دیابنہ کے عقائد بھی گندے اور اعمال بھی نجس و ناپاک ہیں۔ یہ ظاہری نماز و روزہ کفر پر ایک خوبصورت پردہ ہے۔ اگر ان کی دوستی اختیار کی گئی تو عقیدہ بھی خراب ہوگا اور عمل بھی خراب ہوگا۔

جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس وقت مولوی اشرفعلی تھانوی زمین کے اوپر تھے لہٰذا محبوب ملت نے ان کو ہی مخاطب کیا ہے مگر دنیائے دیوبندیت تو ''جواب'' کے نام سے ہی ''جواب'' دے چکی ہے۔

۶۸ ر سال کے بعد اس کتاب کی اشاعت ہو رہی ہے اور یہ کتاب اب پھر دوبارہ ندوہ، دیوبند، سہارنپور وغیرہ مقامات پر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ موجودہ فرقۂ دیوبندیت کے ذمہ داروں کو روانہ کی جارہی ہے کہ شاید وہ سب مل کر اب جواب دیں۔ اور اگر ہدایت مل جائے تو مولیٰ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اسیر مفتی اعظم ہند محمد سعید نوری بانی رضا اکیڈمی

۱۰ ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ ر جولائی ۲۰۰۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ ذی الجلال والاکرام الذی وفق لاقامة دینه من اصطفاه من العلماء الاعلام. وقدرهم علیٰ اقامة الحجج ونصب البراهین علیٰ من خالفهم من الانام. والصلاة والسلام علیٰ سیدنا وحبیبنا وشفیعنا وو کیلنا وکفیلنا ومولانا محمد ن الذی بعثه اللّٰه بالهدیٰ ودین الحق فقام بذالک احسن القیام . وعلیٰ اٰله واصحابه الذین اقتدوا بهٖ فی کل حال ومقام.

اما بعد

دنیا کا ہر عقلمند اور ذی ہوش انسان جس کے سینہ میں دل اور دل میں احساس کی قوت ہے وہ جانتا ہے کہ جس قوم کے سرداروں کا کیریکٹر خراب ہو اور مذہبی پیشواؤں کے اخلاق بگڑ جائیں۔ درندگی و بہیمیت ان میں جاگزیں ہوجائے تو ایسی قوم کو دربار خداوندی سے مردود و مطرود کردیا جاتا ہے۔ اور وہ قوم ہرگز دربار الٰہی میں کسی عزت و وقعت کے پانے کی مستحق نہیں ہوتی۔ یہود و نصاریٰ کو دیکھئے احبار و رہبان کے حالات بدلے۔ عادات خراب ہوئیں۔ انہوں نے دین میں کمی زیادتی کی۔ اخلاق بگاڑے۔ مگر یہود و نصاریٰ نے ان کی پیروی نہ چھوڑی نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے۔

لَهُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّلَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ۝

اس چودھویں صدی کے دور پرفتن میں کہیں قادیانی نبوت کا راگ الاپا جارہا ہے تو کہیں قادیانیوں کے استاد چھپے وہابی یعنی دیوبندیوں کے کفریات ملعونہ کی تبلیغ ہورہی ہے۔ مرزائی کفریات مدت ہوئی فقیر نے ایک مستقل فتویٰ میں گنائے ہیں اور دیوبندی

کفریات کو بہت عرصہ ہوا فقیر نے دو مستقل رسالوں میں جمع کیا۔ اول رسالہ بنام تاریخی <u>سل الحسام علی الظلام</u> ۱۳۴۲ دوم <u>کاشف ضلال دیوبندی</u> ۱۳۴۸ اول دوبار طبع ہو چکا اور دوم پانچ مرتبہ شائع ہو چکا مگر چھوٹے بڑے کسی دیوبندی کی ہمت نہ ہوئی کہ جواب لکھتا۔ اب تک دیوبندیوں کی طرف سے جواب سے ہی جواب ہے۔ چونکہ مرزائیوں کی طرح دیوبندیوں کو بھی خواب بہت دکھائی دیتے ہیں۔ اور اخلاقی حیثیت سے اکابر دیوبندیہ شرعاً واخلاقاً مجرم ہیں لہٰذا آج طواغیت دیوبندیہ کے خواب اور وہ چیزیں جن کو مولوی اشرفعلی تھانوی نے اکابر دیوبندیہ کے لئے کرامت وخرق عادت شمار کیا ہے پیش کی جائیں گی۔ امید ہے کہ مسلمان بنظر انصاف دیکھیں گے۔ اور دیوبندی مذبذبین سے گزارش ہے کہ اپنے پیشواؤں کی ان حرکتوں کو دیکھو اور ان ایمان کے ڈاکوؤں کی پیروی چھوڑ کر سچی توبہ کرو اور غلام بنو حضور اکرم سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے۔ اہل عقل ودانش وانصاف سے عرض ہے کہ خدارا اس مختصر سی مگر بہت کار آمد گزارش کو اول سے آخر تک بغور پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ جن کی عادتیں اور خصلتیں ایسی ہیں ان کو پیشوایان مذہبی اور علماء کی صفوف تو کجا عام انسانوں کی صف میں بھی جگہ ملنا چاہئے یا نہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب ''اشرف التنبیہ'' مطبوعہ تجلی برقی پریس دہلی۔ ملنے کا پتہ مولوی محمد عثمان تاجر کتب پھاٹک حبش خاں دہلی صفحہ ۴۰۔

حکایت نمبر ۱۱۴ ''فرمایا ایک مرتبہ بنو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا تو مولانا محمد قاسم کو بڑی خوشی ہوئی اور فرمایا ہم بھی بنو کو اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے۔ حافظ انوار الحق کی بیٹھک میں اسے بلایا اور سب کرتب

دیکھے۔ مولانا بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے''۔

کیوں جناب تھانوی صاحب! یہ تو فرمایئے کہ نانوتوی لڑکوں کے کمر بند کھول کر کون سے مسائل کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ذرا اس معمہ کو واضح فرمائیں اور اس خرق عادت کی تفسیر مسلمانوں کو سنائیں۔ آپ کی ''اشرف التنبیہ'' دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ شاید اسی دیرینہ عادت کی وجہ سے بنو پہلوان کے سب کرتب دیکھے۔

یہی قاسم نانوتوی ہیں جن کو دیوبندی قاسم العلوم والخیرات چنیں و چناں لکھتے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر خاتم النبیین کے معنی بالذات نبی کے اور صفحہ ۱۴ پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں دوسرے نبیوں کا وجود جائز مانا۔ اور صفحہ ۲۸ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس ظاہری عالم سے نہاں خانۂ قربت الٰہی میں تشریف لے جانے کے بعد دوسرے نبیوں کا پیدا ہونا جائز بتایا اور نئے نبی کا پیدا ہونا مخل خاتمیت نہ مانا۔ اور یہ تینوں مستقل کفر ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اشرف التنبیہ صفحہ ۸۶ روایت نمبر ۴۴ ''حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتوی کے تلامذہ سے تھے۔ طبیعت کے بہت پختہ تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود بھی مجھ سے نقل فرمایا کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اسی کے تصور میں گزرنے

لگے۔میری عجیب حالت ہوگئی۔تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا''۔ کیوں نہ ہو جب استاد لڑکوں کے پائجامے کھول دیا کرتے تھے تو شاگرد کو لڑکے سے عشق کیوں نہ ہو۔خبر نہیں عشق تھا کہ فسق۔مگر ''انہوں نے اپنا واقعہ خود بھی مجھ سے نقل فرمایا'' یہ جملہ قابل غور ہے اس سے کس طرف اشارہ ہے۔کیوں جناب تھانوی صاحب! فرمائیے یہ کیا راز و نیاز ہیں۔دنیا حیران ہے آپ جلد بیان فرمائیں۔بینوا توجروا.

اشرف التنبیہ صفحہ ۶۶۔۶۷ روایت نمبر۱۲ ''حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔حضرت (رشید احمد) گنگوہی اور حضرت (قاسم) نانوتوی بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما تھے کہ حضرت (رشید احمد) گنگوہی نے حضرت (قاسم) نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔حضرت (قاسم) نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت (رشید احمد) نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ (قاسم نانوتوی) چت لیٹ گئے حضرت (رشید احمد) بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا قاسم نانوتوی کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان (قاسم نانوتوی) کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔مولانا (نانوتوی) ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔یہ لوگ کیا کہیں گے۔حضرت (گنگوہی) نے فرمایا لوگ کہیں گے تو کہنے دو''۔

تھانوی جی! ذرا فرمائیے یہ کیا حقائق و دقائق ہیں؟ آپ ہی توضیح و تفسیر فرمائیں اور یہ جملہ کہ ''نانوتوی کچھ شرما سے گئے'' کیا ظاہر کرتا ہے؟۔اور نانوتوی کی طرف کروٹ لے کر نانوتوی کے سینے پر ہاتھ رکھنا جس طرح کوئی عاشق اپنے دل کو تسکین دیا کرتا ہے یا یوں کہو

کہ جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کے سینے پر ہاتھ رکھ کر لذت حاصل کرتا ہے کیوں کہ جملۂ ما بعد کہ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ "میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے" اسی مضمون پر دال ہے اس لئے کہ بغیر کسی اور حرکت کے صرف سینے پر ہاتھ رکھ دینا کوئی معیوب نہیں تو ضرور گنگوہی جی کوئی ایسی ہی شرمناک حرکت بھی کر رہے ہوں گے۔ ورنہ نانوتوی کو "میاں کیا کر رہے ہو" کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نانوتوی کے صرف سینے پر ہاتھ نہ تھا بلکہ نانوتوی کو شکنجہ میں کس لیا تھا۔ ورنہ نانوتوی اٹھ جاتے یہ چیخ و پکار نہ کرتے۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ ان دونوں میں قابل و مقبول، مفیض و مستفیض اور مفید و مستفید کون تھا اور اس وقت اس حالت و کیفیت سے تصوف کے کون سے مقامات طے ہو رہے تھے اور یہ کون سی کرامت و خرق عادت تھی۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔

گنگوہی و نانوتوی کے درمیان کچھ اسی قسم کے معاملات تھے جن کی بنا پر نانوتوی کے مرنے کے بعد بھی گنگوہی نے یہ خواب دیکھا تھا۔ تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ بار اول۔ راوی مولوی ولایت حسین "ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی نے) ارشاد فرمایا میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس (دولھن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ انہوں نے حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرا دیا۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ آپ (یعنی گنگوہی) نے فرمایا ہاں

آخران کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں''۔

تھانوی جی! یہ مرد کا مرد سے نہیں نہیں مولوی کا مولوی سے نکاح کیسا۔ اور گنگوہی کو نانوتوی سے اور نانوتوی کو گنگوہی سے ایسے ہی لطف و فائدہ حاصل ہونا جیسے مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے حاصل ہوتا ہے کیا معنی؟۔ پبلک آپ کی زبان سے توضیح کی خواہاں ہے۔ اس کا کچھ مفہوم حکیم محمد صدیق کاندھلوی نے سمجھا۔ اسی لئے انہوں نے فوراً آیت قرآنی پڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حاکم بنایا ہے عورتوں پر۔ یعنی مرد ناکح ہوتا ہے اور عورت منکوحہ۔ تھانوی صاحب! یہ مرد کا مرد سے نکاح کیسا؟ مرد ہی ناکح مرد ہی منکوحہ۔ مگر گنگوہی نے حکیم محمد صدیق کے مافی الضمیر کی تائید اور اس کا اقرار کرتے ہوئے جواب میں صاف کہہ دیا کہ ''ہاں آخران کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں''۔ یعنی کوئی تعجب نہ کرو جس طرح عورت کے بچوں کی کفالت شوہر ہی کرتا ہے اسی طرح نانوتوی کے بچوں کی کفالت میں کرتا ہوں۔ اس جواب میں بھی ناکح و منکوحہ کے باہمی رشتے کا پورا لحاظ رکھا۔ **ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم**.

عزیز مسلمانو! یہ ہیں دیوبندیوں کے قاسم العلوم اور رشید الملت اور یہ ہیں ان کے کوتک۔

انہیں رشید احمد گنگوہی کا دعویٰ ہے۔ تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۱۷ مطبوعہ باراول سطر ۳ ''آپ (یعنی رشید احمد گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر''۔

کیوں جناب تھانوی جی! قرآن کریم تو یوں ارشاد فرمائے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج اور ارشاد کرے مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وغیرہ وغیرہ کہ اگر تم فلاح و بہبود چاہتے ہو۔ اللہ کی رضا کے طالب ہو تو اس کے پیارے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلام و بندۂ بارگاہ بن جاؤ۔ اور سرکار مدینہ سرور انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم الیٰ یوم الجزاء کا ارشاد اقدس ہے۔ لَوْ کَانَ مُوْسیٰ حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عالم ظاہر میں ہوتے تو سوائے میری اطاعت و فرمانبرداری کے چارہ نہ ہوتا۔ ان ارشادات مقدسہ کے مقابلہ میں گنگوہی خم ٹھوک کر یہ کہے کہ ''اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر''۔ معاذ اللّٰہ رب العٰلمین. یہ تو ہر عاقل جانتا ہے کہ حضور تاجدار انبیاء علیہ الصلاۃ وعلیٰ آلہ السلام کی نبوت و رسالت قیام قیامت تک ہے۔ اور نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اب جو دعویٰ نبوت کرے دجال ہے۔ اور ہدایت ونور ونجات حضور مدنی سرکار کی غلامی وحلقہ بگوشی پر موقوف ہے۔ مگر گنگوہی کہتا ہے نہیں میرے اتباع پر ہدایت ونجات موقوف ہے۔ تھانوی جی! بولئے قرآن وحدیث سچے یا تمہارا گنگوہی۔ تھانوی صاحب! آپ نے تو گنگوہی بپتسمہ پایا ہے مگر اتنی بات بتادیں کہ آپ اور گنگوہی ونانوتوی وانبیٹھی کے پیر ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے گنگوہی کا اتباع کیا یا نہیں۔ شق اول پر ثبوت۔ پھر یہ کہ جب وہ گنگوہی کے متبع اور پیرو بنے تو وہ پیر ہوئے یا گنگوہی۔ شق ثانی پر حضرت حاجی

صاحب پر کیا فتویٰ دو گے۔ وہ ناجی ہوئے یا ناری اوران کو مان کر دیو بندی کون ہوئے؟ ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

گنگوہی نے فتاویٰ گنگوہیہ حصہ دوم صفحہ ۴۳ مطبوعہ افضل المطابع مرادآباد سطر ا پر لکھا ''علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں''۔ اور براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر شیطان کے لئے محیط روئے زمین کا علم مانا اور حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے یہی علم ماننا شرک لکھا۔ اور یہاں یہ گنگوہی ایسی اونچی اڑان اڑا کہ دنیا والوں کا جنتی وجہنمی، ناجی و ناری ہونا خود معلوم کرلیا اور قسم کھا کر کہہ دیا کہ ''اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر''۔ تھانوی جی! یہ در پردہ نبوت وعلم غیب کا دعویٰ ہے یا نہیں؟ اور گنگوہی یہ دعویٰ کر کے کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں۔ اور اس کو مسلمان بلکہ اپنا مقتدا و پیشوا جان کر آپ اور دیگر پیروان گنگوہی کون ہوئے؟۔ بینوا توجروا.

ایک بات اور فرمادیں کہ گنگوہی نے فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم صفحہ ۴۳ پر علم غیب کو کسی تاویل عطائی بالواسطہ حادث جائز الفنا وغیرہ وغیرہ سے غیر حق تعالیٰ کے لئے موہم شرک بتایا اور براہین صفحہ ۵۱ پر جو علم ابلیس کے لئے نصوص سے جائز وثابت لکھا وہی علم حضور تاجدار کونین علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے لئے شرک بتایا۔ اول تو شیطان کے لئے محیط روئے زمین کے علم کی نصوص قطعیہ پیش کریں کیوں کہ بقول گنگوہی آحاد وظنیات عقائد میں معتبر نہیں۔ دوم شرک میں تفریق کیسی کہ وہی علم شیطان کے لئے ماننا تو جائز اور

اسلام ہوااور حضور سرکار دو عالم علیہ الصلاۃ وعلیٰ آلہ السلام کے لئے ماننا تو شرک۔ ہاں اس شرک گنگوہی سے آپ لوگوں کے بچنے کی اور خود گنگوہی کو اس سے بچانے کی صرف ایک ہی صورت متصور ہے وہ یہ کہ آپ لوگ خود ابلیس ہی کو اپنا اور گنگوہی کا حق تعالیٰ مان لیں۔ **والعیاذ باللہ تعالیٰ.** سوم فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول صفحہ ۷۹ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی سطر ۱۴و۱۵ پر گنگوہی نے لکھا ''اور جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے۔ امام نہ بنانا چاہئے اگر چہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے'' یہاں جو شخص صراحۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے علم غیب ذاتی مانتا ہو اس کو بھی کافر نہ کہا۔ حالانکہ جو شخص ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی بے تعلیم خداوندی حضور شفیع یوم النشور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے لئے بتائے ہم اہلسنت و جماعت کے نزدیک وہ شخص اجماعاً کافر ہے۔ تھانوی جی! کیا واقعی گنگوہی اور آپ اور تمام دیوبندیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے علم غیب ذاتی ماننے والا مسلمان ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہے تو اہلسنت کے نزدیک بفرمان شریعت سارے کے سارے دیوبندی کافر مرتد ہوئے۔ اور اگر یہ عقیدہ نہیں ہے تو گنگوہی کی مخالفت و نافرمانی کر کے سارے کے سارے دیوبندی جہنمی ہوئے۔ کیوں کہ گنگوہی نے تو صاف کہہ دیا ''اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر'' اور اگر گنگوہی کا عقیدہ یہ نہیں تھا بلکہ عقیدہ وہ تھا جو براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم سے آپ کے آگے ذکر کیا گیا تو کیا حصہ اول کی اس عبارت کو تقیہ کہا جائے۔ اور اگر تقیہ یا

الحادنہ کہا جائے تو تھانوی جی! ان تینوں کو آپ کے آگے کر دیا گیا ہے۔آپ ہی مہربانی فرما کر تینوں عبارتوں میں تطبیق دیدیں۔ بینوا توجروا۔

تھانوی جی! یہ بھی بتادیں کہ اپنے چار ورق کے ضخیم ناپاک رسالہ حفظ الایمان میں صفحہ ۷ پر لکھا ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہوتو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے''۔ ان گھنونی ناپاک گندی عبارت کا کفر ہونا اور مدنی تاجدار کی اس میں کھلی ہوئی توہین ہونا تو خود آپ کو بھی مسلم ہے۔ ورنہ اس عبارت پر مناظرہ کرنے سے آپ بریلی ومرادآباد ورنگون وکلکتہ ودربھنگہ سے فرار نہ کرتے اور پاورہ ضلع بڑودہ اور لاہور میں مناظرہ کے لئے آنے سے گریز نہ کرتے۔ یا جب علمائے اہلسنت وجماعت **کثرھم اللّٰہ تعالیٰ وایدھم** خود اپنے خرچ سے تھانہ بھون آنے کو تیار ہوئے جس میں آپ کا کچھ بھی خرچ نہ تھا مگر آپ تیار نہ ہوئے۔ نیز اگر اس ناپاک عبارت میں کفر نہ ہوتا تو آپ نے **بسط البنان وتعبیر العنوان** کیوں لکھی۔ نئی حفظ الایمان میں عبارت کیوں بدلی۔ تھانوی جی! کفر کا اقرار کر کے اگر توبہ کرتے تو کتنا اچھا ہوتا مگر افسوس کہ کفر کا اقرار کیا مگر توبہ نصیب نہ ہوئی (آپ کی نئی حفظ الایمان کا رد بلیغ حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰحضرت ناصر الاسلام مولانا مولوی حافظ قاری مفتی علامہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب نے بنام تاریخی **قھر واجددیان بر ھمشیر بسط البنان** آپ کو لکھ کر بھیج دیا ہے)۔تو

حفظ الایمان کا جو مضمون فقیر نے آپ کے آگے ذکر کیا ہے اس کا کفر ہونا تو آپ کو مسلم ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ بقول حسین احمد اجودھیا باشی ''ایسا'' کا لفظ اس عبارت میں تشبیہ کے لئے ہے تو **معاذ اللہ** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے زید وعمر واور بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کا سا علم آپ نے ثابت کیا۔ اور بقول در بھنگی اس عبارت میں لفظ ''ایسا'' اتنا اور اس قدر کے معنی میں متعین ہے تو آپ نے حضور کو علم میں بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کے برابر بتایا۔ **معاذ اللہ رب العٰلمین**. سوال یہ ہے کہ براہین صفحہ ۵۱ اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم کی مذکورہ عبارت کے لحاظ سے تھانوی جی ! آپ مشرک ہوئے یا کون؟ کیوں کہ جتنا مانا جیسا بھی مانا مگر ماناضرور۔ تو دربار گنگوہی سے آپ پر بھی مشرک ہونے کا فتویٰ لگا یا نہیں؟۔ **بینوا توجروا**.

فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول کی عبارت کا یہ جملہ ''اور تاویل کرے'' قابل ملاحظہ ہے۔ تھانوی جی! کیا صریح متعین میں بھی تاویل ہوتی ہے؟۔ جو شخص کھلم کھلا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے علم غیب ذاتی کا اقرار کرتا ہو اور ذاتی کی تصریح وتعیین کرتا ہو اس کی تاویل کیا معنی؟۔ **بینوا توجروا**.

یہاں سے واضح ہو گیا کہ تمام مولویان دیوبند کی کفریات دیوبندیہ کے متعلق تمام تاویلیں ایسی ہی مردود و نا قابل قبول ہیں جیسی بے تعلیم خداوندی غیر خدا کے لئے ذاتی علم غیب ماننے والے کے کفر قطعی یقینی کی تاویل۔ **وللہ الحجۃ السامیۃ**.

پیارے مسلمانو! یہی گنگوہی جی ہیں جنہوں نے وقوع کذب باری کا فتویٰ دیا۔ یعنی **معاذ اللہ** خدا جھوٹ بول چکا۔ تکذیب خدا کا یہ ناپاک فتویٰ مع رد کے ربیع الآخر

۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں پہلی بار شائع ہو چکا پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل رد چھپا۔ پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفۂ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد چھپا۔ اور گنگوہی جی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم پر عمل کرتے کرتے جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ کو چل بسے۔

مسلمانو! یہ ہیں گنگوہی جی جن کی شان میں دیوبندی مرثیہ خواں محمود حسن نے لکھا۔

مرثیہ صفحہ ۱۲ ؎

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

تھانوی جی! مربی خلائق کا ترجمہ آپ کے دھرم میں رب العٰلمین سے کتنا کم رہا فرمایئے؟۔ گنگوہی کو تمام مخلوقات کا پالنے والا جو شخص کہے وہ کون ہے؟۔ بینوا توجروا.

اور مرثیہ صفحہ ۱۰ پر کہا ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

تقویۃ الایمان کو سامنے رکھ کر جواب دیں کہ روحانی و جسمانی حاجتوں کا گنگوہی کو حاجت روا کہنا کیسا ہے؟۔ بینوا توجروا .

پھر صفحہ ۱۱ پر کہا ؎

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

تھانوی جی! سچ کہنا اس شعر میں حضرت یوسف علیہ السلام کی صاف صریح توہین ہے یا نہیں؟۔ اگر خود آپ کے حق میں یوں کہا جائے کہ آپ کا چہرہ الٹے توے کا ثانی۔ آپ کا دل پتھر کے کوئلے کا ثانی ہے تو یہ کیا آپ کی توہین نہ ہوگی؟۔ پھر حسن و جمال میں نبی اللہ سیدنا یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام کا ثانی گنگوہی کے کالے کالے بندوں کو بتانا کیوں کر توہین و کفر نہ ہوگا۔ نیز یہ ارشاد فرمائیں کہ جب عبد گنگوہی بندۂ گنگوہی غلام گنگوہی کہنا جائز ہے تو عبدالرسول و غلام محمد وغیرہ نام رکھنا کیوں ناجائز؟۔ آپ نے بہشتی زیور حصہ اول میں یہ نام رکھنا شرک و کفر قرار دیئے تو آپ سچے یا دیوبندی مرثیہ گو محمود حسن؟۔ اور دونوں میں کافر و مشرک کون ہے؟۔ بینوا توجروا.

صفحہ ۶ پر کہا ؎

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اور صفحہ ۱۴ پر کہا ؎

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت
کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی

اور صفحہ ۱۶ پر کہا ؎

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

تھانوی جی! خدارا انصاف سے کہنا ان تینوں شعروں میں وہ بے نظیر محبوب خدا علیہ

وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام جس کا مثل ونظیر خدا نے نہ بنایا اس بے مثل و بے مثال کا مثل ونظیر گنگوہی کو ٹھہرایا یا نہیں؟۔ بینوا توجروا.

ہاں تھانوی جی! آپ نے اپنے وعظ ذکر الرسول میں بانی اسلام خدائے تعالیٰ کو بتایا ہے تو گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی لکھ کر محمود حسن مشرک ہوا یا نہیں؟۔ اور اس کو آپ اور دیگر دیوبندی جب مسلمان اور چنیں و چناں جانتے ہیں تو شرعاً آپ لوگوں پر کیا حکم ہے؟۔ بینوا توجروا.

اور صفحہ ۱۶ والے شعر مذکور کے متعلق کچھ عاشق الٰہی میرٹھی کی بھی سن لیجئے۔ تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۸ طبع اول سطر ۸ اثنائے کتابت میں ایک صاحب دل دیندار شخص کا جن کی صورت میں نے کبھی نہیں دیکھی بسبیل ڈاک لفافہ پہنچا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح لکھی جارہی ہے اور ایک بزرگ نے اس کی تعبیر دی ہے کہ معلوم ہوتا ہے شریعت کے کسی کامل متبع کی سوانح کا اہتمام ہورہا ہے۔ تھانوی جی! بولئے گنگوہی کی سوانح کو حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سوانح بتانے پر از روئے شرع شریف عاشق الٰہی میرٹھی پر کیا فتویٰ ہے؟۔ بینوا توجروا.

اور صفحہ ۱۷ پر کہا ؎

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

تھانوی جی! گنگوہی کی مٹی کے ڈھیر کو طور سینا سے اور اپنے آپ کو حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے تشبیہ دے کر وہاں کھڑے ہو کر رَبِّ اَرِنِیْ کی رٹ

لگانے والے پر کیا حکم ہے؟۔ بینوا توجروا.

اور صفحہ ۳۳ پر کہا ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

تھانوی جی! کیا یہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی کھلی ہوئی توہین نہیں ہے؟۔ کیا یہ شعر مرزائے قادیانی کے قول سے کچھ کم ہے جو اس نے کہا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

وہاں مرزا نے بہتری کا دعویٰ کیا یہاں گنگوہی کو بہتر و برتر بتایا گیا۔ بینوا توجروا.

مرثیہ کے حوالہ جات کہاں تک پیش کروں وہ مجموعۂ کفریات وضلالات ہے۔ آپ تو وہیں اشرف التنبیہ میں آیئے۔ صفحہ ۸۸۔۸۹ روایت نمبر ۴۵ میں حالت بیداری کا واقعہ مذکور ہے۔ دیوان محمد یٰسین صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ چھتہ کی مسجد کے شمالی گنبد کے نیچے ذکر جہر میں مصروف تھا۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے صحن میں اسی شمالی جانب مراقب اور متوجہ تھے اور توجہ کا رخ میرے ہی قلب کی طرح تھا۔ اسی اثناء میں مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی اور میں نے بحالت ذکر دیکھا کہ مسجد کی چہار دیواری تو موجود ہے مگر چھت اور گنبد نہیں۔ بلکہ ایک عظیم الشان روشنی اور نور ہے جو آسمان تک فضا میں پھیلا ہوا ہے۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اتر رہا ہے اور اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور خلفائے اربعہ ہر چہار کونوں پر

موجود ہیں۔ وہ تخت اترتے اترتے بالکل میرے قریب آکر مسجد میں اتر گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم کو بلالو۔ وہ تشریف لے گئے اور مولانا کو لے کر آگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا مدرسہ کا حساب لائیے۔ عرض کی حاضر ہے اور یہ کہہ کر حساب بتلانا شروع کیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اچھا مولانا اب اجازت ہے۔ حضرت نے عرض کی جو مرضی مبارک ہو۔ اس کے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔

تھانوی جی! یہ راوی کیسا گھامڑ اور بدنصیب تھا کہ نہ تعظیم محبوب خدا کے لئے اٹھا نہ شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ کاٹھ کا الو بنا بیٹھا رہا۔ تھانوی جی! یہ تو مانا کہ مدرسۂ دیوبند کے حساب کا اعتبار قائم کرنے کے لئے یہ خواب گڑھا گیا ہے مگر یہ فرمائیے کہ نانوتوی کو بلانے کے لئے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی ایک کو بھیجنا اور وقت رخصت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ ''مولانا اب اجازت ہے'' اس طرح اجازت خواہ ہونا۔ اور نانوتوی کا اس ارشاد کے جواب میں ''جو مرضی مبارک ہو'' بے پرواہی سے یارانہ تعلقات کی طرح عرض کرنا اس میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تنقیص شان ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

براہین قاطعہ صفحہ ۲۶ مطبوعہ بلالی ساڈھورہ پر لکھا۔ ''مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات

ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا"۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.** تھانوی جی! خدا لگتی کہنا اس ناپاک ملعون عبارت میں گنگوہی وانبیٹھی نے حضور محبوب رب البرایا مطلع علی الغیوب والخفایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اردو زبان میں دیوبندی ملوں کا شاگرد بتایا یا نہیں؟۔ اگر نہیں تو مدرسہ دیوبند کی عظمت کی دلیل میں یہ خواب کیوں پیش کیا۔ اور خواب لکھ کر یہ نتیجہ کہ "سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا" کیوں دیا۔ تو واضح ولائح ہو گیا کہ گنگوہی وانبیٹھی نے ضرور اس خواب کو دلیل میں پیش کیا ہے اور شاگردی کے ہی معنی لے کر اس کو لکھا اور نتیجہ بیان کیا ہے اور جب شاگرد بتایا اور دیوبندی ملوں کو استاد بتایا تو حضور کی کھلم کھلا توہین کی یا نہیں؟۔ اور حضور سرکار ابد قرار کی توہین کرنے والا مسلمان ہے یا کافر مرتد؟۔ **بینوا توجروا.**

تھانوی جی! انہیں دونوں کی شان میں جن کا خواب میں نکاح ہوا اور میاں بیوی کی طرح دونوں نے باہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا اور جاگتے میں ہوش وحواس کی درستی کے ساتھ مجمع میں چارپائی پر جن کا وصال ہوا۔ جو آپس میں عاشق ومعشوق کی طرح لپٹ کر لیٹے انہیں گنگوہی ونانوتوی کی مدح میں دیوبندی مرثیہ گو محمود حسن نے ایک قصیدہ لکھا جو قاسمی پریس دیوبند میں چھپ کر شائع ہوا۔

ملاحظہ ہو اس کا صفحہ ۲۔

وہ تناسب کہ تھا مابین خلیل و خاتم
رکھتے عیسیٰ سے ہیں یہ مہدی دوراں دونوں

تھانوی جی! اولاً حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے درمیان یہ تناسب تھا کہ دونوں نبی دونوں رسول دونوں مرسلین اولوالعزم میں سے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہما وعلیٰ آلہما وسلم اور اسی کے ساتھ ساتھ حضور اقدس مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سید الانبیاء افضل المرسلین ہیں خود حضرت سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی افضل ہیں علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین الصلاۃ و السلام دائماً ابداً تو سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ گنگوہی و نانوتوی کا وہی تناسب بتانا ان دونوں کو نبی و رسول بتانا ہے یا نہیں اور ایسا کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا.

پھر صفحہ ۲ دیکھو ؎

شرک و بدعت سے کیا صاف رہِ سنت کو
پھر غلط کیا ہے کہ ہیں ناسخ ادیاں دونوں

کیوں جناب تھانوی صاحب! سچ کہنا گنگوہی و نانوتوی دونوں ناسخ ادیان تھے اور حضور خاتم النبیین کی جلوہ گری کے بعد جو شخص ناسخ ادیان ہونے کا مدعی ہو یا کسی کو ناسخ ادیان بتائے وہ کافر مرتد ہے یا کیا؟۔ تھانوی جی! ''پھر غلط کیا ہے'' کو مدنظر رکھیں کہ محمود حسن نے شعر کے ظاہری معنی کا ہی جرم کیا ہے اور تاویل کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ بولئے بولئے کتنے کفر ہوئے؟۔ تھانوی صاحب! نبی اور رسول کی طرح یہ لفظ ناسخ ادیان بھی مصطلحات شرعیہ میں سے ہے یا نہیں؟۔ اگر ہے تو جس طرح من پیغمبرم کہنے والا یہ تاویل کر کے اپنے

آپ کو کفر قطعی سے نہیں بچا سکتا اسی طرح حضور اکرم ناسخ الادیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا کسی اور کو ناسخ ادیان کہنے والا کس طرح کفر قطعی یقینی سے یہ تاویل کر کے بچ سکتا ہے کہ اس نے شرک وبدعت سے راہ سنت کو صاف کیا۔ بینوا توجروا.

اسی صفحہ ۲ پر گنگوہی ونانوتوی کو موسیٰ بتایا ؎

سامریان زمانہ سے بچایا دیں کو
میں تو کہتا ہوں کہ ہیں موسی عمراں دونوں

پھر اسی صفحہ ۲ پر گنگوہی ونانوتوی کی صحبت وخدمت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قم باذن اللہ فرمانے کے برابر کہا ؎

دل مردہ کے لئے خدمت وصحبت ان کی
قم عیسیٰ سے نہیں کم کسی عنوان دونوں

صفحہ ۳ پر صاف صاف گنگوہی ونانوتوی دونوں کو بے مثل و بے نظیر بتایا۔ اور تمام کمالات ولایت ونبوت کا جامع کہا ؎

سب کمال ان میں ہیں کس کس کو بتاؤں لیکن
بے مثل ہوتے اگر ہوتے نہ یکساں دونوں

کیوں نہیں اگر گنگوہی ونانوتوی آپس میں مثیل ونظیر نہ ہوتے تو دونوں کا باہم نکاح کیوں کر ہوتا۔ اس لئے مثیل ٹھہرادیا ورنہ مرثیہ کا شعر نقل ہوا ہے کہ گنگوہی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ثانی بتایا۔ نہیں نہیں تھانوی صاحب! آپ کے قول سے گنگوہی کو خدا کا ثانی بتایا۔ بلکہ مرثیہ صفحہ ۱۴ پر صاف کہہ دیا ؎

دلوں کو جھانکتے ہیں اپنے اور سب مسکراتے ہیں

کہا جب میں نے مولانا رشید احمد تھے لاثانی

یعنی وہ تو معاذ اللہ بالکل بے نظیر و بے مثل ہیں۔ صرف نانوتوی کو ان کا مثل بتایا ہے۔ مگر پھر بھی اور سب کے ساتھ مثلیت کا انکار ہے۔ بینوا توجروا.

اور اسی صفحہ ۳ پر دونوں کو رحمت خدا کہا ؎

بغض فی اللہ سے ہیں قہر خدائے قہار

حب فی اللہ سے ہیں رحمت رحمٰن دونوں

گنگوہی و نانوتوی دونوں کو خضر اور الیاس بنایا۔ صفحہ ۳ ؎

غرق گرداب بلا کے لئے دونوں الیاس

گم شدہ رہ کے لئے خضر بیاباں دونوں

اور صفحہ ۴ و صفحہ ۵ پر گنگوہی و نانوتوی دونوں کو سلیمٰن بنایا ؎

مورسے ہائے غضب احمد و عبد رحمٰن

ہوئے ہیں طالب توصیف سلیمٰں دونوں

اہل اشراق کو تشبیہ میں ان سے دیتا

ایک ہوسکتے اگر دیو و سلیمٰں دونوں

گنگوہی و نانوتوی دونوں کو مسیح اور یوسف بتایا ؎

قاسم خیر و رشید احمد ذی شاں دونوں

ہیں مسیحائے زماں یوسف کنعاں دونوں

گنگوہ اور نانوتہ کو مقام محمود بتایا ؎

بن گئے ان کے تصدق سے مقام محمود
کیوں نہ نانوتہ و گنگوہ ہوں نازاں دونوں

تھانوی جی! قرآن کریم تو فرماتا ہے عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً ○ عنقریب اے محبوب بھیجے گا تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں۔ قرآن و حدیث تو مقام محمود کو خاص بتائیں حضور سردار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ اور دیوبندی گنگوہ و نانوتہ کو مقام محمود بتائے۔ بینوا توجروا.

گنگوہی و نانوتوی کو حضرت لقمان کا ثانی بتایا ؎

فخر دیں حجۃ اسلام محی السنہ
معدن علم و حکم ثانی لقماں دونوں

گنگوہی و نانوتوی دونوں کو نبی بتایا اور صرف رسالت یعنی صاحب شریعت جدیدہ ہونے کا انکار کیا ؎

ہے گر انکار کے قابل تو رسالت ان کی
ورنہ ہیں جامع ہر خوبی امکاں دونوں

تھانوی جی! کہئے محمود حسن نے مرزا کی طرح سب کچھ کہتے کہتے گنگوہی و نانوتوی کو نبی کہہ دیا یا نہیں۔ خدارا انصاف سے جواب دینا۔ ممکن ہے سنیوں کو دھوکہ دینے کے لئے کوئی کہے کہ نبی نہیں کہا گیا۔ کیوں کہ امکان کی قید لگائی ہے اور نبوت ختم ہو چکی اب اس کا امکان نہیں تو اولاً میں کہوں گا کہ رسالت کا بھی بدرجۂ اولیٰ امکان نہیں پھر اس کی الگ

مستقل مصرع میں نفی اور اس کا علٰیحدہ انکار کرنا لغو وفضول ہو جائے گا۔ ثانیاً جناب سے گزارش کروں گا کہ نبوت ختم ہوگئی یہ عقیدہ تو اہلسنت وجماعت **کثرھم اللّٰہ تعالیٰ وایدھم** کا ہے مگر دیوبندیوں کا عقیدہ تحذیر الناس مطبوعہ قاسمی دیوبند صفحہ ۲۸ پر دیکھو" اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا" تو نبی کا پیدا ہونا اور خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آنا صاف بتارہا ہے کہ نانوتوی کے نزدیک اب بھی ہزاروں کروڑوں بلکہ بے شمار انبیاء کا پیدا ہونا شرعاً بھی ممکن وجائز ہے۔ **معاذ اللّٰہ رب العٰلمین**. اور دیوبندی مرثیہ گو محمود حسن اس عبارت تحذیر الناس کو اور نانوتوی و گنگوہی کا عقیدہ جانتے ہوئے صرف رسالت گنگوہی ونانوتوی کا انکار اور نبوت گنگوہی و نانوتوی کا اقرار کرتا ہے۔ ثالثاً تھانوی جی! وہ دونوں شعر کدھر جائیں گے جن میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ گنگوہی ونانوتوی کا وہی تناسب بتا کر جو مابین خلیل وخاتم علیہما الصلاۃ والسلام تھا دونوں مرتدوں کو رسول بتادیا اور دونوں بے ایمانوں کو ناسخ ادیان ٹھہرادیا۔ **والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ**. تھانوی جی! یہ کفریات بکنے اور شائع کرنے والوں صحیح ودرست جاننے والوں کو مسلمان جانتے ہو یا کافر؟۔ اگر کافر جانتے ہو تو جواب دو فتویٰ شائع کرو۔ اور اگر مسلمان جانتے ہو تو مرزا نے کیا خطا کی ہے وہ بھی نانوتوی کی تحذیر الناس سے سیکھ کر نبی کی پیدائش کو جائز بتاتا اور اپنی نبوت کا ڈھونگ رچاتا ہے۔ اور اگر مرزا اس جرم میں کافر ہے تو جو بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا جائز بتائے اور مخل ختم نبوت نہ ٹھہرائے وہ کافر مرتد ہے خواہ وہ نانوتوی ہو یا مرزا ہو یا ان کے کفر کو جان کر ان کو مسلمان کہنے والا ہو۔ **بینوا توجروا.**

پھر کہا ؎

وہ کمالات و بشارات کہ ہیں قرآن میں
ہیں جب ان کے لئے یہ محمل وتبیاں دونوں

تھانوی جی! وہی مرزاوالی بات آگئی کہ اسمہ احمد سے مرادمرزا ہے وغیرہ وغیرہ وضاحت کریں۔ بینوا اتوجروا۔

پھر صفحہ ۶ پر کہا کہ گنگوہی ونانوتوی کی تعریف کرنے والا خدا ہے۔ یہ دونوں خدا کے ممدوح ہیں۔ خداان دونوں کا مدح گو ہے ؎

عین حق ہے جو کہوں اس میں تامل کیا ہے
کہ ہیں ممدوح پئے حضرت رحمٰن دونوں

اور دوسرے شعر میں اور وضاحت کردی کہ جب خداان دونوں کا ثنا گو اور مداح ہے تو ؎

پھر کرے مدح و ثنا ایسوں کی مجھ سا ناداں
صاف ظاہر ہے کہ ہے ہرزہ و ہذیاں دونوں

اور صفحہ ۷ پر کہا کہ گنگوہی ونانوتوی دونوں خدا کی نعمتوں کے بانٹنے والے ہیں ؎

معطی حق عز وجل اور یہ دونوں قاسم
ہادی اللہ ہے اور منذر عریاں دونوں

ہاں جناب تھانوی صاحب! یہ منذر کس معنی میں ہے۔ اور صفحہ ۶ کا شعر ''ہے گر انکار کے قابل تو رسالت ان کی'' ملحوظ خاطر رہے اور فرمائیں کہ دونوں کو نبوت ورسالت دی جارہی ہے یا کیا؟۔ اور آیت وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ج

اور آیت رُسُلاً مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ کو پیش نظر رکھیں اور بتائیں کہ محمود حسن نے گنگوہی ونانوتوی کو رسول بنایا یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

نیز حدیث میں ہے حضور اقدس شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّمَآ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ. میں ہی نذیر ومنذر عریاں ہوں۔ بولو! محمود حسن دیوبندی نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وہی وصف کریم ان دونوں کو دیا یا نہیں؟۔ بقول اسمٰعیل دہلوی بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھ دیا یا نہیں۔ نیز حدیث شریف اِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰہُ یُعْطِیْ کے معنی یہ ہیں کہ عرش وفرش میں زمین وآسمان میں دنیا وآخرت میں جس کسی کو جب کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ظاہری وباطنی، جسمانی وروحانی، دینوی واخروی جو کچھ بھی نعمتیں برکتیں دولتیں ملیں یا ملتی ہیں یا ملیں گی وہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے مبارک ہاتھوں سے بٹیں اور بٹتی ہیں اور بٹیں گی۔ اس معنی میں یہ وصف کریم قطعاً یقیناً حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی ذات عالی کے ساتھ خاص ہے کسی نبی ورسول کی بھی یہ شان نہیں مگر دیوبندی مرثیہ گو نے یہ وصف گنگوہی ونانوتوی کو دے دیا۔ بولئے وہ کافر مرتد ہوا یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

تھانوی جی! تفویت الایمانی دھرم پر جو شخص کسی کو خدا کی نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اختیار ثابت کرے مانے وہ مشرک ہے تو دیوبندی مرثیہ گو نے گنگوہی ونانوتوی کو یہ اختیار ثابت کیا بیان کیا وہ کون ہوا؟۔ بینوا توجروا۔

پھر صفحہ ۷ پر کہا ؎

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں

تھانوی جی! تفویت الایمان و نصیحت المسلمین و بہشتی زیور اور تعلیم الاسلام مفتی کفایت اللہ شاہجہانپوری نائی عن الاسلام کی سامنے رکھ کر پہلے مصرعہ کا مطلب بتا کر حکم شرعی بتاؤ۔ محمود حسن قبر سے اٹھتے ہی یااللّٰہ اور یارسول اللّٰہ نہیں کہے گا۔ بلکہ یا رشید احمد گنگوہی اور یا قاسم نانوتوی پکارے گا۔ اور اپنا یہ ارادہ ابھی اس نے ظاہر کر دیا۔ تو تفویت الایمانی دھرم پر محمود حسن مسلمان ہوا یا مشرک مرتد؟۔ بینوا توجروا۔

تھانوی صاحب! فی الحال اس قصیدہ کے اتنے ہی اشعار کا جواب ارقام فرمائیں۔ اس میں تو بہت کچھ ہے پھر کسی موقع پر عرض کروں گا۔ اس وقت تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۴۶ سطر ۱۷ طبع اول ملاحظہ ہو۔ ''ایک دن اعلیٰحضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اور اس کے مہمان علماء ہیں۔ اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ اعلیٰحضرت کی اس مبارک خواب کی تعبیر حضرت امام ربانی (رشید احمد) محدث گنگوہی سے شروع ہوئی''۔ تھانوی صاحب! انصاف سے بتاؤ کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذاللّٰہ رشید احمد گنگوہی کا کھانا پکانے والا بتا کر حضور کی توہین کی یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

اور اسی صفحہ ۴۶ کا حاشیہ ہے کہ ''حضرت مولانا (رشید احمد) اس خواب کی تعبیر میں

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وعدہ فرمالیا ہے کہ اعلیٰحضرت حاجی صاحب کے جملہ متوسلین بلاتوسط ہوں یا بتوسط سوء خاتمہ سے محفوظ اور ہمیشہ اتباع شریعت کے زیور سے آراستہ رہیں گے۔ انشاء اللہ ادنیٰ سے ادنیٰ کا بھی خاتمہ برا نہ ہوگا''۔ یہی دھوکے دے دے کر عوام کو سبز باغ دکھا دکھا کر دیوبندی پھانستے ہیں۔ تھانوی جی! یہ وعدہ کس حدیث میں اور کس کتاب میں ہے؟ گنگوہی جی خود خدا کو بالفعل جھوٹا لکھ کر اور خود دعوی نبوت ان الفاظ میں کر کے کہ ''اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر''۔ اور نانوتوی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد ہزاروں کروڑوں نبیوں کا پیدا ہونا جائز بتا کر اور انبیٹھی و گنگوہی دونوں حضور سید انبیاء کے علم اقدس کو ابلیس ملعون کے علم سے کم بتا کر اور محمود حسن جہد المقل میں خدا کی شان میں یہ لکھ کر کہ ''اگر وہ جھوٹ نہ بولے اور فرشتوں کو جھوٹے کلام کا القانہ کرے تو خدا کی قدرت انسان کی قدرت سے گھٹ جائے گی''۔ اور گنگوہی و نانوتوی کو نبی و رسول وغیرہ وغیرہ بتا کر یہ مذکورین ان کفریات کو بکنے لکھنے چھاپنے کے بعد بغیر توبہ مرے یا نہیں؟۔ ان کا سوء خاتمہ ہوا یا نہیں؟۔ بینوا توجروا.

یہ بھی سوال ہے کہ ان مذکورین کے جو مریدین ان کفریات مذکورہ کو حق و صحیح جان کر بغیر توبہ مریں گے ان کا خاتمہ برا ہوگا یا نہیں؟۔ جواب ادلۂ شرعیہ سے مزین ہو اپنی قیاس آرائیاں نہ ہوں۔ بینوا توجروا.

تھانوی جی! اس وقت آپ کا خط مسمیٰ بہ الخطوب المذیبه للقلوب المنیبه جس کو الامداد مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ میں چھپوایا وہ خط

الخطوب المذیبه رساله النظامیه فرنگی محل لکھنؤ میں دوبارہ بماہ جنوری ۱۹۱۸ء مکمل مع حواشی شائع کیا گیا۔ پھر اسی خط کو انجمن اصلاح عقائد زکریا اسٹریٹ کلکتہ نے سہ بارہ شائع کیا۔ ہمارے پیش نظر یہی انجمن اصلاح عقائد کا شائع کردہ الخطوب المذیبه ہے اس کے صفحہ ۸ پر ہے ''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا (کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے''۔ تھانوی جی! خدا لگتی کہنا بے غیرت سے بے غیرت آدمی بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ ماں کو خواب میں دیکھے اور یہ تعبیر گڑھے کہ اس کی ایسی سن وسال کی مرغوبہ سے شادی ہو جائے گی۔ ماں کے آنے کو کمسن جورو ملنے سے کوئی بدگو سے بدگو جاہل بھی تعبیر نہ کرے گا اور آپ تو صاف کہتے ہیں ''وہی قصہ یہاں ہے''۔ اللہ اکبر جن ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غبار پائے ناقہ مبارک پر ہماری ماؤں کی جانیں قربان اس تعبیر میں ان کی توہین ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

تھانوی جی! آپ کے ایک مرید کے خواب وبیداری کا واقعہ آپ کے الامداد مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ میں لکھا ہے کہ اس نے خواب میں لا الہ الا اللّٰہ اشرفعلی رسول اللہ پڑھا پھر جاگتے میں ہوش وحواس کی درستی کے ساتھ اس نے اسی طرح کلمہ پڑھا۔ اور درود یوں پڑھا اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و نبینا و مولانا

اشرفعلی. اوراس روزاس کوایسا ہی کچھ خیال رہا کہ تھانوی نبی ورسول ہے۔اورآپ نے اس کا جواب یہ دیا'' جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہووہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے''۔ تھانوی جی! ہم کوخواب سے بحث نہیں۔خواب دیکھنے والے کی بکواس پر گفتگونہیں۔خصوصیت کے ساتھ آپ کے جواب پر بحث ہے کہ آپ نے **لا الٰـہ الاالـلّٰـہ اشـرفـعلی رسول اللّٰه** اور**الـلّٰهـم صـل عـلـیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشـرفعلی** دن رات ہوش وحواس کے ساتھ پڑھنے کو جائز ٹھہرایا۔اوراشرفعلی کو نبی ورسول کہنا درست وصحیح بتایا۔اوراپنے متبع سنت ہونے کی دلیل قرار دیا۔تو آپ میں اورمرزائے قادیانی میں کیافرق ہے؟۔وہ بھی یہی کہتا ہے کہ کمال اتباع کے معنی یہی ہیں کہ امتی اپنے آپ کوذات نبی میں فنا کرکے نبی ہوکرلوگوں کو ہدایت کرے۔دیکھئے مکرر عرض ہے کہ آپ کے جواب پر بحث ہے۔اگر جناب کو ناگوار خاطر نہ ہوتو فقیراس خواب وواقعہ کا ایک فوٹو پیش کرے تاکہ وضاحت ہوجائے۔مثلاً ایک شخص اپناواقعہ یوں لکھے کہ خواب دیکھتا ہوں کہ مولانا تھانوی کی مہر پر جومصرع کندہ ہے''از گروہ اولیاء اشرفعلی'' اس کو پڑھتا ہوں مگر یوں کہتا ہوں ''از گروہ اشقیاء اشرفعلی'' دوتین بار جب یہی صورت ہوئی تو میں خواب سے بیدار ہوگیا اوراس خیال کودل سے دور کرنے کے لئے کہنا تو چاہتا ہوں ''حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرفعلی تھانوی'' دل پرتو یہی ہے کہ صحیح کہا جائے لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ'' کتے کاپلاّ سوئر کا جنا گدھے کا بچہ اشرفعلی تھانوی'' حالانکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہاتو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا۔اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو

آپ کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ تھانوی صاحب! آپ یا آپ کے متبعین اس شخص کا یہ عذر بے اختیاری تسلیم کریں گے۔ اور عذر مان کر کیا یہ جواب دیں گے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ تکبر سے بری اور پیکر تواضع و انکسار ہے۔ اور اگر اس کا عذر نا مقبول ہے تو نبی و رسول کہنے والے کا عذر کیوں کر قابل قبول ہے۔ اس پر کفر کا فتویٰ کیوں نہ دیا۔ اس لئے کہ آپ کو نبوت و رسالت مل رہی تھی۔ معاذ اللہ. بینوا توجروا.

رسالہ النور ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون میں ہے "منگل کی شب کو احقر (مدیر رسالہ النور) حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زیارت کی اس طرح کہ میں ایک مسجد میں ہوں اور بہت سے نمازی بھی مسجد میں ہیں اور وہ جماعت صحابہ کی معلوم ہوتی ہے رضی اللہ عنہم سب نہایت شوق سے جماعت صبح کے لئے حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں یہاں تک کہ حضور تشریف لائے تو لوگوں میں آپ کی تشریف آوری کا تذکرہ ہونے لگا۔ اقامت کہی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی اور پہلی رکعت میں سورہ عبس تلاوت فرمائی۔ تین چار آیت شروع کی تلاوت فرما کر حضور پر بکا طاری ہو گیا اور حضور نے اول کی آیت کا بار بار اعادہ فرمایا میں نماز ہی میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اس سورت کے اول میں چوں کہ مضمون عتابانہ ہے اس لئے حضور پر بکا طاری ہوا ہے۔ اس خیال کے بعد مجھے بھی بے اختیار رونا آیا۔ یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی۔ نماز میں حضور کا لباس زریں تو نہ معلوم ہوتا تھا مگر اوپر ایک کمبل زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ پیر میں ایک پٹی بندھی ہوئی دیکھی نماز سے فارغ ہو کر جو

چہرہ مبارک کو دیکھا تو نقشہ حضور والا (اشرفعلی تھانوی) کی صورت میں نظر آیا۔اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ سب لوگ آپ کو رسول اللہ کہہ رہے ہیں مگر نقشہ تو حضرت مولانا اشرفعلی کا معلوم ہوتا ہے۔نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا۔اور بہت شفقت فرمائی۔بستر خواب سے اٹھ کر خود بخود تعبیر میرے ذہن میں آ گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مولانا اشرفعلی کی صورت میں ہونے کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ غلبۂ اتباع سنت حضرت مولانا اشرفعلی اس زمانہ میں مظہر انوار نبوت ہیں۔مجھے ایک مدت سے اشتیاق زیارت حضرت رسالت پناہ رہتا تھا کیا عجب ہے کہ یہ خواب اشتیاق کا جواب ہو کہ ہم کو دیکھنا ہو تو مولانا (اشرفعلی) کو دیکھو کہ وہ مظہر نبوت ہیں''۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**. تھانوی جی! خوف کیا ہے پہلے صرف رسول اللہ اور نبی اللہ کہلوایا اور اب جماعت صحابہ کی امامت بھی کر لی اور **معاذ اللّٰہ** عین حضور محبوب خدا تاجدار مدینہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بن بیٹھے۔یہ مظہریت کی نقاب کیوں ڈالی ہے۔مرزا والی اتباع کافی تھی۔مگر ہاں مرزا کی بروزی چادر سے یہ سبق حاصل کیا ہوگا۔تھانوی جی! مرزا کہتا ہے ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

تو آپ میں اور مرزا میں کیا فرق ہے۔کج بحثی نہ کریں علمی جواب دیں۔تھانوی جی! آپ اس گڑھے ہوئے خواب کی جو کچھ بھی تاویلیں گڑھیں گے خدا اور سول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہ رفعت پناہ میں آپ کی صریح نا محتمل التاویل

گستاخیاں شرعاً ان کو مسموع ہونے دیں گی یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

دیوبندی دھرم میں امساک کے لئے آیت قرآنیہ ران پر باندھ کر جماع میں مشغول ہونا جائز ہے۔ چنانچہ خود آپ تھانوی صاحب کی اعمال قرآنی جو منیجر کتب خانہ رشیدیہ دہلی نے جامعہ پریس دہلی میں چھپوائی اس کے تیسرے حصے آثار تبیانی کے صفحہ ۵۲ پر آپ لکھتے ہیں "دیگر برائے امساک انگور کے پتے پر لکھ کر بائیں ران پر باندھ دے۔ ابجد ھوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفأها اللّٰه امسک ایها الماء النازل من صلب فلان بن فلانة بلا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم۔" کیوں تھانوی صاحب! یہ کلام الٰہی قرآن پاک کی اہانت کرانا ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

دیوبندی دھرم میں اگر پردہ کی جگہ نہ ہو تو مرد کو مردوں کے سامنے اور عورت کو عورتوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے۔ چنانچہ خود آپ تھانوی صاحب اپنے بہشتی گوہر مطبوع مطبع انتظامی کانپور کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں "کسی پر غسل فرض ہوا اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مرد کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے"۔ تھانوی صاحب! اس مسئلہ میں آپ نے درمختار و ردالمختار کا حوالہ دیا ہے یہ تو آپ کی جہالت و بیوقوفی ہے اس کی تفصیل تو فتاویٰ رضویہ شریف جلد اول میں ملاحظہ کیجئے۔ مگر کہنا یہ ہے کہ آپ نے صورت مذکورہ میں مرد کو مردوں کے سامنے اور عورت کو عورتوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب بتایا

ہے تو جو برہنہ ہوکر نہ نہائے بلکہ تہبند باندھ لے یا چادر سے اپنا بدن چھپا کر نہائے وہ آپ کے فتوے سے ترک واجب کا مرتکب ہوکر گنہگار اور فاسق ہوا یا نہیں۔ یہ حکم شرعی آپ نے اپنی طرف سے گڑھا یا نہیں۔ اور آپ مفتری علی اللہ ہوئے یا نہیں۔ اور بے حیائی و بے شرمی سکھانے والے ہوئے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

دیوبندی مذہب میں گنگوہی معاذ اللہ تمام نبیوں اور سب رسولوں اور کل فرشتوں سب کا مخدوم و مطاع وقدوہ وقطب ہے اور جملہ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والتسلیم معاذ اللہ گنگوہی کے مقتدی اور فرمانبردار اور خادم ہیں۔ العیاذ باللہ. دیکھو مرثیہ دیوبندی مطبوعہ بلالی ساڈہورہ صفحہ اول ٹائٹل ''حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولانا رشید احمد گنگوہی'' تھانوی جی! کل اور عالم کے الف لام کو بھی مدنظر رکھیں اور تذکرۃ الرشید حصہ اول کا صفحہ ا دیکھیں ''امام ہمام قدوۃ الانام قطب العالم'' تھانوی جی! بولو اور جلد بولو! ماوائے جہاں اور مخدوم الکل اور مطاع العالم اور قطب العالم یہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفات مخصوصہ ہیں یا نہیں؟ اور قرآن وحدیث اس پر ناطق ہیں یا نہیں؟۔ تھانوی جی! سچ کہنا یہ وہی مرزائے قادیانی کی پیروی ہوئی یا نہیں؟۔ وہ کہتا ہے ؎

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

تھانوی صاحب! یاد رہے کل اور عالم اپنے معنی میں متعین اور ظاہر اور جملہ ماسوا اللہ کو شامل ہیں اس میں آپ کی تاویل ذلیل علیل نہ چلے گی۔ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار عظمت مدار میں آپ لوگوں کی بدکلامیاں اور بدلگامیاں آپ کی تاویل کے قابل قبول اور مسموع ہونے سے مانع ہوں گی۔ یہ فرمایئے کہ گنگوہی کو یہ کہنا لکھنا کیسا ہے؟۔ اور کہنے لکھنے ماننے درست جاننے والا کون ہے؟۔ بینوا توجروا.

تھانوی صاحب! دیوبندی مقتداؤں کی تہذیب عقائد وتہذیب اعمال وتہذیب افعال وتہذیب اخلاق کے چند نمونے آپ کے آگے ذکر کر دیئے۔ اب صرف ایک حوالہ دیوبندی بدزبانی اور فحش کلامی کا آپ کے آگے ذکر کر کے ختم کرتا ہوں۔ تذکرۃ الرشید حصہ دوم طبع اول صفحہ ۲۷۰ سطر۲ پر گنگوہی کا ارشاد لکھا ہے ''حضرت حافظ صاحب (یہ وہ حافظ ضامن صاحب ہیں جن کو صفحہ ۲۷۹ پر گنگوہی کی زبانی حضرت حافظ ضامن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے) کے مزاج اور خوش مزاجی کے بہت قصے بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار فرمایا (گنگوہی نے) حافظ صاحب کو مچھلی کے شکار کا بہت شوق تھا ایک بارندی پر شکار کھیل رہے تھے کسی نے کہا ''حضرت ہمیں'' آپ نے فرمایا ''اب کے ماروں تیری''۔ تھانوی جی! ''حضرت ہمیں'' کے جواب میں ''اب کے ماروں تیری'' یہ خوش بیانی ہے یا فحش کلامی یہ تہذیب ہے یا بدتہذیبی؟۔ اور الفاظ اس کے جس کو حافظ اور شہید لکھا اور جس کے لئے رحمت کی دعا کی۔ اور راوی کون دیوبندی دھرم کا قطب العالم مخدوم الکل مطاع العالم ماوائے جہاں رشید احمد گنگوہی ہے۔ تھانوی صاحب! ''اب کے ماروں تیری'' یہی تہذیب آپ کے دیوبند اور تھانہ بھون میں دی جاتی ہے۔

استغفر اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.

تھانوی جی! ایک مسکین خادم اہلسنت و جماعت کی یہ چند اور بہت مختصر مگر بہت

کارآمد عرضداشتیں ہیں اور جناب سے یہ امید ہے کہ جہاں اور ضروری کام کرتے ہیں مہربانی فرما کر بلا لیت ولعل اور بلا تامل جلد از جلد ان تمام گزارشات کے جوابات خود بنفس نفیس تحریر فرما کر شائع کریں اور مسلمانان اہلسنت اور دیوبندیوں کے درمیان جو جنگ وجدل ہو رہی ہے اور ہوتی رہتی ہے یہ جوابات شائع کر کے اس نزاع کو دور کرنے کی کوشش کریں اور مرتدین دیوبندیہ سے توبہ کرا کے ان کو اہلسنت بنا کر پھر سب مل کر غیروں کو اسلام کی تبلیغ کر کے ان کو مسلمان بنائیں۔ اور اکناف واقطار عالم میں نام مصطفےٰ کے ڈنکے بجائیں۔ ناموس رسول پر قربان ہو جائیں۔ یہ بھی عرض کر دوں کہ اس عرضداشت سے مناظرہ مقصود نہیں ہے بلکہ مطلب صرف ان سوالات سے ان مذکورہ اقوال کا حکم شرعی معلوم کرنا ہے۔ اور وہ بھی خاص کر آپ کی زبان قلم سے۔

وجہ تخاطب

تھانوی جی! آپ سے خطاب اس لئے ہے کہ اس وقت دیوبندیوں میں سب کے بڑے اور پیشوا آپ ہیں اور آپ کے ہاتھ میں زمام مذہب[۵۸] دیوبندیت[۱۳] ہے۔ آپ جو مطالب ومفاہیم بیان کریں گے وہ آپ کے اذناب دیوبندی کیوں کر بیان کریں گے۔ پھر آپ کا بیان کردہ مطلب چھوٹے بڑے سارے کے سارے دیوبندیوں کو مسلم ہوگا۔ تھانوی جی! آپ کو آپ کے اسی خدا کی قسم جس کے اندر اگر عیب ونقصان نہ ہو تو اس کی قدرت انسان کی قدرت سے گھٹ جائے۔ آپ کے جس خدا میں عیب ونقصان کا ہونا ضروری ہے۔ آپ کو دیوبندیوں کے اسی خدا کی قسم جو جھوٹ بول چکا۔ دیوبندیوں کا جو خدا اگر فرشتوں کو جھوٹا کلام القا نہ کرے تو انسان کی قدرت اس کی قدرت سے بڑھ جائے۔ دیکھو ''جہد المقل'' مصنفہ محمود حسن مرثیہ گو مطبوعہ بلالی پریس ساڈ ہورہ صفحہ ۳ ''**قولہ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال اقول** اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ ست کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور بمعنی مسطور باشد۔ چہ عقد قضیۂ غیر مطابق للواقع والقائے آں بر ملائکہ انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی اَزْیَـــدْ از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیۂ غیر مطابق للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی ست''۔ صاف صاف بلاخوف لومۃ لائم صحیح جواب دیجئے۔ نیز یہ وجہ ہے کہ اقوال مذکورہ مردودہ اکثر آپ سے متعلق اور آپ سے مروی ہیں۔ لہٰذا جناب ہی جواب عطا فرمائیں۔ ورنہ دیوبندی

مذہب پر لعنت کر کے سچے پکے صحیح العقیدہ سنی بن جائیں۔ خداوند کریم توفیق بخشے۔ اٰمین فاٰمین ثم اٰمین بجاہ النبی الامین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا وحبیبنا وشفیعنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین وبارک وسلم ومجد وکرم وبجل وعظم وعلیٰ امامنا الامام الاعظم وغوثنا الغوث الاعظم وعلیٰ شیخنا ومرشدنا المجدد الاعظم وعلیٰ جمیع اہل سنتہ وجماعتہ السالکین السبیل الاقوم اٰمین والحمد للّٰہ رب العٰلمین.

۲۸ ربیع الآخر روز شنبہ ۱۳۵۸ھ فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں
سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفر لہٗ ولابویہ ولاخویہ
واہلہ و اولادہ ومحبیہ. اٰمین

سبب تالیف رسالہ هذا

آج ۲۷ ربیع الآخر روز جمعہ مبارکہ ۱۳۵۸ھ کو حامی سنت جناب مولوی ابوالقاسم محمد رمضان صاحب پٹیالوی زید مجدہم ایک ناپاک رسالہ ''آئینۂ مذہب بریلویہ'' محمد بشیر دیوبندی علی پوری کتب فروش متصل توکلی مسجد پٹیالہ کی دکان سے خرید کر لائے اور فقیر کو رسالہ دے کر فرمایا کہ بشیر اپنی دکان پر یہ رسالہ فروخت اور شائع کر کے فتنہ انگیزی کر رہا ہے۔ یہ وہی فتنہ پرداز بشیر ہے جس نے اسی سال کے جلسۂ عید میلا دالنبی ۱۳۵۸ھ کے موقع پر ایک ناپاک گندا خط بھیج کر فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی۔ اور برابر فتنہ وفساد کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا اس کا جواب لکھئے۔ فقیر نے عرض کیا یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے ان کے جوابات بارہا شائع ہو چکے مگر دیوبندی بے حیا پھر بھی اگر انہیں مردودات کو پیش کرتے رہیں تو اس کا کیا علاج۔ رنگون میں ''انجمن نوجوانان اہلسنت و جماعت'' نے ایک ایک چیز کے دنداں شکن جوابات دیئے اور ''جماعت رضائے مصطفٰے بریلی شریف'' نے ان خباثات دیوبندیہ کے جوابات شائع کئے اور مولانا مولوی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قادری برکاتی قاسمی داناپوری زید مجدہم نے ''الغضوب السنیه'' اور ''قہر خداوندی'' دو رسالے انہیں کذبات ملعونہ دیوبندیہ کے جواب میں شائع فرمائے اور مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب نے ایک رسالہ ''آئینۂ دیوبندیت'' شائع کیا۔ اور بکثرت عزیزان اہلسنت نے دیوبندی اعتراضات وافترآات کے جوابات دیئے۔ فقیر کو جواب کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر جب بشیر فتنہ پرداز اور حاجی ناصر علی ملازم پولیس پٹیالہ وغیرہما

نے پٹیالہ کی پرامن فضا کو مکدر کرنا اور فتنہ وفساد برپا کرنا شروع کیا۔ اور وہابیت و دیوبندیت کی سمیت یہاں پھیلانے لگے تو بہت ضرورت ہوئی کہ تھانوی کے ان دم چھلوں کی شرارتوں کا سدباب کرنے کے لئے ان کے پیشوا ملاحدہ مذہب [۵۸] دیوبندیت [۱۳] کے کرتوت تھانوی کے آگے ذکر کئے جائیں اور تھانوی صاحب سے جواب طلب ہو کہ وہ خود اپنی دل پسند [۵۸] تہذیب دیوبندیہ [۱۳] کو پڑھ کر خود مسلک [۵۸] تہذیب دیوبندیہ [۱۳] کا ادلۂ شرعیہ کی روشنی میں درست صحیح جوابات دیں اور دیوبندی اصاغر واکابر ان جوابات کو تسلیم کریں اور ان دم چھلوں کو منہ بھی نہ لگایا جائے۔ تھانوی جی! خدارا اس بڑھاپے میں اپنی جان پر رحم کرتے ہوئے اس بھیانک مذہب [۵۸] دیوبندیت [۱۳] سے جلد از جلد توبہ کرکے اپنی نفرت و بیزاری کا اظہار کرو۔ اور جہنم کی آگ سے بچو۔ ہم کو حق تھا کہ مولوی عبدالغنی صاحب ٹیچر مسلم ہائی اسکول پٹیالہ کو مخاطب کرکے جواب دیتے کیونکہ اس خط اور اس رسالہ کی اشاعت کے بانی مبانی حقیقتاً مولوی عبدالغنی ہیں۔ دم چھلا بیچارہ تو ایک دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ مگر ہم نے محض مدافعت اور پٹیالہ کی فضا میں امن وامان کو قائم رکھنے کے لئے دم چھلے اور مولوی عبدالغنی کو نظرانداز کرتے ہوئے یہ چند سطور بطور سوال تھانوی صاحب کی خدمت گرامی میں پیش کیں کہ وہ اپنے منصب کو دیکھتے ہوئے امید ہے کہ صحیح جواب عنایت فرمائیں۔ اور دشنام بازی کو کام میں نہ لائیں۔

وما علینا الا البلاغ. والسلام علیٰ اهل الاسلام.

• • •

۲۵ر واں سالانہ عرس نوری عالم اسلام کو مبارک

لبالب ہے مے عرفاں سے جام مفتی اعظم
جسے پیتے ہیں ہم مے کش بنام مفتی اعظم

حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری قدس سرہ کا
۲۵ر واں سالانہ عرس مبارک ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۲۷ھ کو ہوگا۔

حضور مرشد گرامی قدس سرہ کی بارگاہ میں درج ذیل طریقوں سے نذرانۂ عقیدت پیش کیا جائے گا۔

- ۱۴ر ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۵ء سنیچر کے دن بمبئی میں مفتی اعظم سمینار کا انعقاد ہوگا۔
- ایک ہزار صفحات سے زیادہ پر مشتمل آپ کی حیات و خدمات کے گلدستے کی اشاعت ہوگی۔
- آپ کی سوانح حیات شائع کی جائے گی۔
- کاروان نوری بمبئی سے بریلی شریف تک جائے گا۔
- حکومت ہند سے مطالبہ کیا جائے گا کہ آپ کی یاد میں ڈاک ٹکٹ جاری کریں۔ اور ایک ٹرین بمبئی سے اجمیر شریف کے لئے چلوائیں جو آپ کے نام سے منسوب ہو۔ اور ایک سکہ بھی جاری کریں۔

آپ بھی مختلف انداز میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کریں۔

● فتاویٰ مصطفویہ، الملفوظ اور آپ کی جملہ تصانیف کثیر تعداد میں شائع کروا کر لوگوں تک پہنچائیں ● سنی ماہنامے آپ کی حیات و خدمات پر نمبر شائع کریں ● مدرسوں، اسکولوں، کالجوں، جامعات اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کو حضرت کے نام پر اسکالرشپ دیں ● مدراس دینیہ میں حضرت کے نام پر کمرے، ہال اور لائبریری بنوائیں ● آپ کے نام سے مساجد بنائیں اور شفاخانے کھولیں ● نوری محفل منعقد کریں ● مفتی اعظم کانفرنس کا انعقاد کریں ● مریضوں، یتیموں اور یتیم خانوں کی امداد کریں ● غریب و نادار بچوں کی کفالت اپنے ذمہ لیں ● بیواؤں کے خورد و نوش کا انتظام کریں ● اجتماعی شادیاں کروائیں۔

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری
بانی رضا اکیڈمی